انوارِ شریعت
سُنّی دارالاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ)

# جامع الفتاویٰ

حصہ اوّل — تا — ہشتم

از

- افادات مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہٗ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مُرتبہ

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

80/-

الناشر

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اول ——— سنہ ۱۹۷۰ء سنہ ۱۳۹۰ھ

تعداد ——— ایک ہزار

ناشر ——— سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ——— دین محمدی پریس لاہور

کتابت ——— غلام سرور قادری رضوی

قیمت ——— سفید کاغذ ۱۲ روپے۔ نیوز پیپر ۱۰ روپے

## حصہ پنجم از فتاویٰ مناظر اسلام علامہ مولانا حضرت نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

**سوال**:۔ کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے امام صاحب کی توہین اپنی کتاب تاریخ و کتاب بخاری میں کی ہے اور فرقہ وہابیہ نجدیہ شب و روز امام صاحب اور ان کے متبعین کی توہین کرتے رہتے ہیں۔ اور کتبِ فقہ متداولہ کے پڑھنے والے کو کافر جانتے ہیں۔ چنانچہ بوتے عنبلین صفحہ ۷ و ۸ میں لکھا ہے کہ ان کتابوں کو جلا دینا چاہیئے کیونکہ ان کے پڑھنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

**جواب**:۔ امام بخاری کی عداوت اس لئے امام صاحب کے ساتھ ہوئی اور ۲۲ جگہ بخاری میں حقارت سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعض النّاس سے یاد کیا کہ امام ابو حفص کبیر بخاری شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ انہوں نے امام بخاری کو فتویٰ دینے سے منع کیا۔ اور کہا کہ تم فتویٰ دینے کے قابل نہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ امام بخاری نے لوگوں سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر لڑکی اور لڑکا مل کر ایک بکری یا گائے کا دودھ پی لیں تو ان میں حرمت رضاع ثابت ہو جائیگی یا نہ اسی وقت لوگوں نے اسکو ملک بخارا سے نکال دیا۔ اور اسی بناء پر بخاری کے دل میں ایک ذاتی قسم کی عداوت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور ان کے متبعین کے ساتھ ہوگئی چنانچہ نمونہ خروارے وہ کلمات درج کئے جاتے ہیں جو کہ امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے حق میں انہوں نے لکھے ہیں۔ زندیق۔ مرجیہ رائی المذہب۔ بعض الناس۔ فسادی۔ شرارتی۔ باغی۔ نقل از تاریخ صغیر للبخاری دبنارسی واغتنات اور اس لئے اس مقام پر علامہ عینی عمدۃ القاری جزو رابع صفحہ ۴۵۴ میں لکھا ہے ان ابن التین لما وقف علیٰ ما قالہ البخاری فی تاریخ فی حق ابی حنیفۃ مِمّالا ینبغی ان یذکر فی حق من اطراف الناس فضلا ان یقال فی حق امام ھو احد ارکان الدین۔ یعنی بخاری نے اپنی تاریخ میں امام ابو حنیفہ کے حق میں جو کلمات لکھے ہیں وہ ایسے ہیں جو کسی ادنیٰ آدمی کے حق میں بھی لکھے جانے کے لائق نہیں چہ جائیکہ ایک ایسے امام کی نسبت لکھے جائیں جو ایک رکن ہو ارکان دین میں سے اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب علیٰ جرح البخاری صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ یہ کوئی بڑی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ امام بخاری نے تو صحابہ کرام رسول علیہ السلام کی سخت توہین کی ہے وھو ہذا باب قول الرجل للرجل اخساء بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۱۱ یعنی یہ باب ہے قول رجل کا واسطے رجل کے اخساء پس یہاں پر رجل اول سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رجل دوم سے مراد ابن صیاد ہے باب قول الرجل مَرْحبا یعنی یہ باب قول الرجل مرحبا یعنی یہ باب ہے قول رجل کا مرحبا بخاری مطبوعہ ایضاً صفحہ ۹۱۲ اسجگہ بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سوم باب ماجاء فی قول الرجل ویلک یعنی یہ باب ہے قول میں رجل کے ویلک بخاری مطبوعہ صفحہ ۹۱۰ یہاں بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

باب قول الرجل لشی لیس بشیٔ بخاری مطبوعہ صفحہ ۹۱۷ اس مقام پر بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اب دیکھئے کہ بخاری کی متعدد جگہوں میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہا بلکہ بجائے اس کے لفظ رجل کا جو کہ عوام الناس کے حق میں بولا جاتا ہے کس کشادہ پیشانی سے بیدھڑک استعمال کیا گیا ہے کہ جو ہر حال میں سخت افسوس کے قابل ہے۔ بخاری پرست سب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثل اپنے ایک آدمی جانتے ہیں اسکا ماخذ بھی کتاب بخاری ہو تو تعجب نہیں ہے الخ۔ اور یہ جو عبد الجلیل نے لکھا ہے کہ تمام کتبِ فقہ کو جلا دینا چاہیئے کیونکہ ان کے پڑھنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔ و کتبِ فقہ میں گندگی بھری ہوئی ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ فقہ کا ماخذ قرآن مجید و حدیث شریف ہے۔ فقہ اور حدیث میں صرف تغائر اسمی ہے مسمی ایک ہی ہے پس جو شخص کتبِ فقہ کا منکر ہے وہ فی الحقیقت قرآن مجید و حدیث شریف کا منکر ہے۔ اور جو قرآن و حدیث شریف و فقہ کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور حدیث مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے و فریضہ عادلہ یعنی فقہ شریف اور علم فقہ کی خود حضور علیہ السلام نے بایں طور تعریف فرمائی ہے من یّرِدِ اللہُ بہٖ خیراً یُّفقِّھہُ فی الدّینِ و انّما انا قاسمٌ و اللہُ یُعطی۔ نقل از بخاری و مسلم کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ خیر دینے کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں تفقہ دے دیتا ہے اور قرآن مجید بھی اس پر شاہد ہے۔ یُؤتِی الحِکمۃَ مَن یّشآءُ وَمَن یُّؤتَ الحِکمۃَ فَقَد اُوتِیَ خَیرًا کَثِیرًا۔ اور خود امام بخاری نے فقہ حضرت حمید کے آگے دو زانو ہو کر سیکھی۔ اگر فقہ پڑھنی حرام ہوتی تو پھر امام بخاری وغیرہ محدثین کیوں پڑھتے۔ اور کتابیں فقہ کی کیوں تصنیف فرماتے اور اگر کتبِ فقہ میں بقول فرقہ نجدیہ وہابیہ نعوذ باللہ گندگی بھری ہوئی ہے تو ذرا مہربانی فرما کر بیان کریں کہ بدون کتاب اللہ کے کونسی کتاب علم حدیث میں ہے جس میں حدیثیں بناوٹی اور نا معقول باتیں درج نہیں اگر کہو کہ صحاح ستہ میں سے بخاری شرا علی کتاب بعد کتاب اللہ قابل عمل ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل لغو اور بناوٹی ہے کیونکہ اس مجموعہ بخاری کی حدیثوں کی صحت پر کسی زمانہ میں کسی محدث کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ ہی تمام حدیثیں جو اس میں ہیں اور علاوہ ازیں امام بخاری نے مرجیہ و شیعہ و جبریہ و قدریہ و جہمیہ و اہل بدعت و ہوائیہ فرقہ سے حدیثیں نقل کی ہیں جن کی باتوں پر اعتماد کرنا منع ہے۔ اور اسکا مجملاً ذکر جلد گذر چکا ہے۔ اور لبرئے غسلین کے رد میں جرعہ غسلین در حلق غیر مقلدین مع[1] اغلاط البخاری بھی تیار کر دی گئی ہے۔ اور یہاں صرف چند حدیثیں برائے تسکین خاطر ناظرین کے درج کر دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ بخاری مقبول فرقہ نجدیہ کے قابل ہیں وہو ہذا۔ حدثنا نعیم بن حمادٍ حدثنا ھُشَیمٌ عن حُصَینٍ عن عمرو بن)

[1] : الجرح البخاری عہ روپیہ سے مل سکتی ہے۔ اب اغلاط البخاری کی ضرورت نہیں رہی ؎

میمون قال رأیت فی الجاهلیة قردةً اجتمع علیها قردةٌ قد زنت فرجموها فرجمتها معهم سپارہ ۱۵ باب قسامة فی الجاهلیة۔ میں نے ایک بندر کو دیکھا اس نے زناہ کیا اور بندر سب جمع ہوئے اور سبھوں نے مل کر اس بندر کو رجم کیا۔ یعنی زمین میں ایک گڑھا کھود کر سینہ تک بندیا کو گاڑا اور پتھروں سے اسقدر مارا کہ وہ مرگئی اور ہم نے بھی سب بندروں کے ساتھ مل کر اس کو رجم کیا۔ الخ۔

ناظرین ذرا انصاف فرمائیں کہ یہ حدیث عقل و نقل کے مطابق ہے ہرگز نہیں کیونکہ درندے پرندے اور بہائم تو شریعت کے مکلف ہی نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی نبی ہے۔ پس جب یہ بات نہیں تو پھر وہ کس طرح پورے طور پر حدود شرعیہ کو ادا کر سکتے تھے۔ اور اگر فرقہ وہابیہ کے پاس ان کے مکلف ہونے کی کوئی دلیل ہے تو بتلایئے۔

حدیث نمبر ۲: ان عبد الله ابن عمر قال صلی لنا النبی صلی الله علیه وسلم العشاء آخر حیاته فلما سلّم قام فقال أرأیتکم لیلتکم هذه فإن رأس مائة سنة منها لا یبقی ممن هو علی ظهر الارض احد۔ سپارہ اول صفحہ ۴۵ باب سمر بالعلم۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر حیات میں اپنے کہ سو برس میں روئے زمین پر کوئی باقی نہ رہے گا۔ پس یہ حدیث بالکل موضوع یعنی بناوٹی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ زمین پر سو برس گذر چکے ہیں اور آپ کی پیشین گوئی بھی غلط نہیں ہو سکتی اور بدوں اس حدیث کے موضوع کہنے کے کوئی چارہ نہیں دیکھو فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صفحہ ۲۱۲ و اخبار اہل فقہ۔

حدیث نمبر ۳: عن عبد الله بن عمر ارتقیت عن ظهر بیت حفصة لبعض حاجتی فرأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقضی حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام۔ یعنی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ ہم پشت مکان حضرت حفصہ سے بعض کام کو اپنے چڑھے۔ پس دیکھا میں نے آنحضرت کو قضائے حاجت کرتے ہوئے دراں حالیکہ پشت آپ کی جانب قبلہ کے تھی اور منہ آپ کا جانب شام کے مطلب یہ ہے کہ آپ نے پشت جانب قبلہ کے فرما کر حاجت کی حالانکہ آپ کی شان سے یہ بات بعید ہے۔ کیونکہ آپ نے خود اس سے منع کیا ہے۔

حدیث نمبر ۴: حدثنی ایوب عن نافع عن ابن عمر فأتوا حرثکم انی شئتم قال یأتیها فی دبر۔ حذفت المجرور و هو الظرف ای فی الدبر بجازی۔ مطبوعہ احمدی باب قوله تعالی نساءکم حرث و قسطلانی اسجگہ یہ مطلب ہے کہ قبل و دبر میں وطی جائز ہے اور اس حدیث کو خواہ مخواہ حضرت عبداللہ بن عمر کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ غلطی کیسی بخاری سے فاش ظاہر ہوئی دیکھو ترمذی و ابوداؤد و نسائی میں کہ اس کے برعکس حدیث

مذکور ہیں جو کہ وطی فی الدبر کی حرمت پر شاہد ہیں:۔

**حدیث نمبر ۵**:۔ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْاَةَ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ وَيُصَلِّيْ قَالَ اَبُوْ عَبْدُ اللّٰهِ الْغُسْلُ اَحْوَطُ. یعنی ابی ابن کعب سے مروی ہے کہ کہا اس نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرد اپنی عورت سے جماع کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ فرمایا اپنے سر کو دھوئے وضو کرے۔ پھر نماز پڑھے الخ باب غسل مَا يُصِيْبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْاَةِ صفحہ ۴۱ پ ۲۔ ناظرین فرمائیے کہ یہ حدیث قابل عمل ہے اور اس پر اجماع صحابہ کا ہے ہرگز نہیں ہاں شاید غیر مقلد اسپر عمل کرتے ہوں گے اگر کرتے ہیں تو بتلائیں:۔

**حدیث نمبر ۶**:۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ (ترجمہ) ابوہریرہ سے ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ بولا بخاری باب ایضاً وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور اسی باب میں ہے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ. پس ان ہر دو حدیث کا یہ مطلب ہے کہ کسی نبی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دی جائے۔ اگر کوئی شخص کسی نبی کو یونس بن متی پر فضیلت دیگا وہ کاذب ہے کیا غیر مقلدین صاحب ایمان سے بیان کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یونس بن متی سے بہتر اور افضل ہیں یا نہیں۔

**حدیث نمبر ۷**:۔ بخاری باب البول قائماً وقاعداً حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مذکور ہے اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهٗ بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ. یعنی آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے خاکروب پر پس پیشاب کیا آپ نے وہاں کھڑے ہوکر پھر پانی طلب فرمایا میں حضرت کی خدمت میں پانی لایا تو آپ نے وضو کیا۔ پس یہ حدیث کئی وجہ سے خلاف عقل کے ہے کیونکہ یہ شان وامانت واخلاق نبوی کے بالکل خلاف ہے کہ ایک ایسے شان والا نبی لوگوں کے سامنے کھڑے ہوکر پیشاب کرے۔ اور بعد پیشاب کرنے کے باتیں کرے اور اس بات کا خیال بھی نہ کرے کہ پاؤں پر قطرات پڑیں گے اور لوگ کیا کہیں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی میں ہمیشہ کتے آتے جاتے تھے۔ تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پانی نہیں چھڑکتے تھے۔ اور اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی نے لکھا ہے احتج به البخاری علی طهارة بول الكلاب. یعنی حجت پکڑی ہے اس حدیث سے بخاری نے اوپر پاک ہونے پیشاب کتے کے بخاری جلد اول مطبوعہ احمدی صد ۲۹:۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے پیالہ پانی منگوایا پس اسی پیالہ میں ہاتھ منہ دھویا اور کلی ڈالی بخاری

سپارہ اول صفحہ ۸۳ ؎

اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں دَعَا بِقَدَحٍ فِیْہِ مَاءٌ فَغَسَلَ یَدَیْہِ وَجْہَہٗ فِیْہِ وَمَجَّ فِیْہِ الخ ؛ کیا ناظرین انصاف فرماتے ہیں کہ اسی پیالہ میں منہ دھونا اور اسی میں کلی ڈالنا یہ امر عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کریں اور لوگوں کو تعلیم دیں ہرگز نہیں ۔ اور علاوہ ان باتوں کے ایک اور عجیب قصہ ہے جو کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے مؤلفہ جرح البخاری واخبار اہل فقہ نے بندر کی کہانی کی تائید پر نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک روایت میں ہے ۔ ایک گھوڑے کو ایک گھوڑی سے جو اسکی ماں تھی ملانے کے لئے لے گئے تو گھوڑے نے توجہ نہ کی کیونکہ وہ گھوڑی اسکی ماں تھی پھر یہ تجویز کی گئی کہ گھوڑی پر پردہ ڈالا گیا تاکہ گھوڑا اسکو پہچان نہ سکے مگر جب گھوڑے نے اس پر جست کی تو سونگھنے سے اسکو معلوم ہو گیا کہ ماں ہے پس اس گھوڑے نے اپنے منہ سے اپنے عضو مخصوص کو کاٹ ڈالا ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں ۔ کہ جب گھوڑے میں اتنی تمیز ہے کہ اپنی ماں پر جست نہیں کرتا تو بندر تو بہ نسبت گھوڑے کے زیادہ سمجھدار ہے اگر بندروں نے کسی بندریا کو زناہ کی سزا میں رجم کر دیا تو کوئی تعجب نہیں الخ ؛

ناظرین یہاں بھی غور فرماویں اور وہابیوں سے دریافت کریں کہ کیا بندروں میں بھی کوئی قاضی ہے اور ان میں نکاح وطلاق کا قاعدہ مقرر ہے اور گھوڑے میں یہ تمیز ہے اور گھوڑے کا منہ عضو مخصوص تک بھی پہنچ سکتا ہے ہرگز نہیں (حل مشکلات بخاری صفحہ ۹۸ جلد اول) پس اب غیر مقلد مؤلف بوئی غسلین فرمائیں کیا یہ باتیں بخاری کی قابل تسلیم و لائق تعمیل و مطابق قرآن مجید واقوال جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ہیں ہرگز نہیں اگر ہیں تو جواب دیں ورنہ تم بخاری وغیرہ کتب حدیث صحاح ستہ کو ضائع کر دو تاکہ غیر مذاہب ان کو دیکھ کر حملہ نہ کریں اور فرقہ شیعہ و چکڑالوی و نیچری و میرزائی وغیرہ اسلام پر ہنسی نہ اڑائیں فقط فافہم ولا تعجل ؎

**سوال** :۔ مولوی عبد الجبار صاحب امرتسری کے کیسے خیال تھے کیونکہ اکثر لوگ ان کو اچھا سمجھتے ہیں انصاف سے جواب دو ؎

(السائل مولوی جلال الدین موجی والا ضلع فیروزپور)

**الجواب** :۔ مولوی عبد الجبار کے اکثر خیالات دیگر غیر مقلدین کی طرح تھے لیکن اسکی تحریر و تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ مادہ انصاف و خدا ترسی کا بھی تھا اس لئے اکثر غیر مقلد و نام کے حنفی اسکو اچھا مانتے ہیں ۔ اور اسجگہ بطور مشتے نمونہ از خروارے اسکی علمیت وعقیدہ کا نقشہ تحریر کر دیتا ہوں دیکھو مولوی عبد الاحد خانپوری کی کتاب افادۃ البرہان پر تصحیح و تصویب (اسکے دستخط) میں جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ خدا کی ذات حادث ہے ۔ نعوذ باللہ من ذٰلک اور اصل عبارت یہ ہے ورنہ لازم آئیگا ۔ کہ حدوث افلاک و مافیہا اور ارضین و مافیہا اور حدوث ملائکہ و جن و آدم و ابراہیم و موسیٰ و

سوال : کتاب بخاری میں کوئی حدیث ضعیف ہے یا نہیں۔ اگر اسمیں ضعیف ہیں تو پھر ان کو اصح کتاب بعد کتاب اللہ کس لئے کہا جاتا ہے؟ اور ترمذی ونسائی وابن ماجہ والبوداؤد کا کیا حال ہے؟

جواب : کتاب بخاری ومسلم وابن ماجہ وترمذی ونسائی والبوداؤد ومسند امام احمد حنبل کے بارہ میں علمائے دین محدثین نے لکھا ہے کہ یہ کتابیں ضعف سے خالی نہیں مانند دیگر کتابوں کے ہیں۔ اور یہ کتابیں جو صحاح ستہ کہاتی ہیں مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید میں بہت اعلیٰ اور صحیح ہیں۔ کیونکہ ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے۔ اور بخاری شریف کو اصح بوجہ تغلیب کے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں اکثر حدیثیں صحیح ہیں۔ اور اسمیں بہت کم ضعیف۔ چنانچہ نصرۃ المجتہدین وشرح نخبہ ملا علی قاری وابن حجر مکی وتذکرہ محمد طاہر پٹنی اور الاجوبۃ الفاضلۃ عن الاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ مولانا مولوی عبدالحی وغیرہ میں دیکھو اور اگر کسی صاحب کو شک ہو تو جلد اول کتاب سلطان الفقہ کے ضمیمہ میں اصل عبارتیں اور صفحہ نوٹ دیکھ لے۔ اور مرد میدان ہو کر صحاح ستہ کے صحیح ہونے پر دلائل بیان کرے۔

سوال : بخاری شریف کی تمام حدیثیں موافق ومطابق قرآن مجید کے ہیں یا نہیں؟

جواب : بخاری شریف کی بہت سی حدیثیں کتاب اللہ کے برخلاف ہیں چنانچہ کتاب بخاری جلد دوم کتاب خصومات باب اذا لطم المسلم یہودیا میں حدیث مذکور ہے عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ یعنی کہا ابوسعید نے کہ فرمایا آپ نے کہ بعض پیغمبر کو بعض سے بہتر مت کہو تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یعنی دی اللہ نے فضیلت بعض کو بعض پر۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی بَعْضٍ بیشک ہم نے بزرگی دی بعض پیغمبروں کو بعض پر۔ پس ان ہر دو آیت کے برخلاف حدیث مذکور ہے۔ اور یہ کوئی بھی فرد تسلیم نہیں کر سکتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خلاف قرآن مجید کے حکم فرمایا ہو گا۔ اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں اسمیں درج ہیں جنکا ذکر تیسری جلد میں انشاء اللہ ہو گا؟

سوال : کیا بخاری میں حدیثیں ایک دوسرے کی مخالفت میں بھی وارد ہیں یا نہیں؟

جواب : بیشک بخاری میں ایک دوسرے کے خلاف بھی بہت حدیثیں درج ہیں چنانچہ کتاب الصوم باب الحجامت میں لکھا ہے ویروی عن الحسن عن غیر واحد الخ مرفوعا افطر الحاجم والمحجوم الخ یعنی روایت کی جاتی ہے حسن سے۔ وہ کئی ایک سے مرفوع کرکے کہ روزہ کھولا سنگی لگانے والے اور لگوانے والے نے۔ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم واحتجم وھو صائم یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے سنگی لگوائی باوجودیکہ آپ روزہ دار تھے۔ یہ دونو حدیثیں بالکل ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ پہلی حدیث سے

تو یہ ثابت ہوا کہ خون نکالنے والے اور نکلوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور دوسری سے ثابت ہوا کہ آپ نے حالت روزہ میں خون نکلوایا۔ پس اگر پہلی حدیث کو صحیح مانا جاوے تو دوسری غلط۔ اور اگر دوسری کو صحیح تصور کیا جاوے تو پہلی غلط۔

سوال: بخاری میں کوئی حدیث ضعیف بھی ہے یا نہیں؟

جواب: بخاری میں بہت حدیثیں ضعیف ہیں لیکن ناظرین کے واسطے صرف ایک ہی حدیث لکھ دیتا ہوں وہو ہٰذا۔ ویروی عن ابن عباس وجرھد ومحمد بن جحش عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفخذ عورۃ و قال انس حسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فخذہ الخ کتاب بخاری سپارہ ۳ باب مایذکر فی الفخذ یعنی روایت کی جاتی ہے ابن عباس اور جرہد اور محمد جحش سے وہ روایت کرتے ہیں حضور سے کہ ران ستر ہے کہا انس نے کہ کپڑا اٹھایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ران اپنی سے الخ اس حدیث کو علمائے محدثین نے ضعیف لکھا ہے اور اسی طرح مولوی عبدالجبار غزنوی صاحب نے اسی حدیث کے حاشیہ پر بایں طور لکھا ہے۔ اور وہ عبارت بعینہ یہ ہے۔ ۲ ابن عباس کی روایت کو ترمذی موصولاً لایا ہے۔ مگر اسکی اسناد میں ابو یحییٰ قتات ضعیف ہے۔ اور جرہد کی روایت کو مالک موطا میں الخ اور خود امام بخاری اپنی تاریخ میں بسبب اضطراب اسکو ضعیف لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲

سوال: چار مذہب کس نے بنائے جبکہ دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہے تو یہ کیوں ایک نہیں؟

جواب: ان چار مذاہب کا ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی سے ثابت ہے چنانچہ کتاب بحر الاسرار صفحہ ۱۶۰ میں لکھا ہے۔ وہو ہٰذا۔ وقد ذکر الشعرانی فی المیزان سند الائمۃ الاربعۃ وقدم الامام فقال الامام ابوحنیفۃ عن عطاء عن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرائیل عن اللہ عزوجل ثم اعقبہ بالامام مالک فقال الامام مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرائیل عن اللہ عزوجل ثم اعقبہ بالامام الشافعی فقال الشافعی عن مالک الی اٰخر السند ثم اعقبہ بالامام احمد بن حنبل عن الشافعی عن مالک الی اخر السند رضی اللہ تعالٰی عنھم الخ یعنی تحقیق ذکر کیا شعرانی نے میزان میں سند چاروں اماموں کی اور مقدم کیا ابو حنیفہ کو اور کہا امام ابوحنیفہ نے روایت ہے عطا سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے حضرت سے انہوں نے جبرائیل اور انہوں نے عزوجل سے پھر پیچھے لایا اسکے امام مالک کو پس کہا امام مالک نے روایت ہے نافع بن عمر سے انہوں نے حضرت سے انہوں نے جبرائیل سے انہوں نے اللہ عزوجل سے اور پھر اسکے پیچھے آیا امام شافعی کو پھر کہا شافعی نے مالک سے یعنی روایت کی آخر سند تک۔ پھر اسکے پیچھے لایا امام احمد بن حنبل کو۔ روایت ہے شافعیؒ سے انہوں نے مالک سے آخر سند

جاتی ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ بنا کامل کی ناقص پر نہیں ہو سکتی اور بنا ناقص کی ناقص پر ہو جاتی ہے۔
کیونکہ وقت نماز عصر کا مائل بغروب ہونے سورج کے مکروہ تحریمہ ہوتا ہے۔ اور وقت صبح کا طلوع ہونے تک کامل رہ جاتا ہے۔ پس اسلئے وہ نماز صبح کا سورج نکلنے پر عدم جواز کا حکم دیا گیا۔ اور عصر کی نماز آغاز بوقت تحریمہ نماز بعد ادائے غروب آفتاب کے مع کراہت تحریمی کے حکم جواز کا دیا گیا ہے۔ فافہم ؛

**اعتراض ۴ :-** از جانب میاں عمر الدین غیر مقلد وزیر آبادی شاگرد محمد اسمٰعیل دلاوری؛ امام صاحب کا مذہب ہے کہ اگر عورت دعویٰ کرے کہ فلاں مرد نے میرے ساتھ نکاح کیا ہوا ہے اور گواہ قائم کر دے۔ اور قاضی فیصلہ کر دے کہ یہ اسکی عورت ہے تو اسکو جائز ہے کہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرے۔ اگرچہ حقیقت میں نکاح نہیں کیا ہوا ؛

بقلم میاں عمر الدین وزیر آبادی مسجد بہ نیوالی مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۹ء ؛

**جواب :-** معترض صاحب! معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی استاد فقیہ سے علم فقہ کا کوئی سبق نہیں پڑھا۔ اور نہ کسی اہل اللہ کی مجلس اختیار کی ہے۔ اور محض سنی سنائی باتوں کو دل میں جما لیا ہے۔ اور اعتراض مذہب حنفیہ پہ پیش کر دیا ہے۔ ؎

اگر ہوتا زمانے میں حصول علم بے محنت ۔۔۔ تو بس ساری کتابوں کو اک جاہل دھو کے پی جاتا

سبحان اللہ معترض کی عبارت آرائی اور معنے فہمی و استعداد علمی کا اچھی طرح حال کھل گیا۔ ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔۔ میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اور اسجگہ بھی معترض صاحب نے اصلی عبارت کو ترک کر دیا۔ اور عبارت اول و آخر سے دور کر دی۔ اور اپنے خیال کے موافق معنے کر لئے۔ اور ناظرین خود اصلی عبارت کو دیکھ کر انصاف فرما سکتے ہیں۔ وہو ہذا : وان شہد شاہدان علی امرأۃ بالنکاح بمقدار مہر مثلہا ثم رجع فلا ضمان علیہما وکذٰلک ان شہدا باقل من مہر مثلہا۔ یعنی جب کوئی شخص کسی عورت پر دعویٰ کرے۔ کہ میں نے اس سے مہر مثل یا مہر مثل سے کم پر نکاح کیا۔ اور گواہ اس امر کی شہادت دیدیں۔ اور ان کی شہادت کے موافق فیصلہ کیا جاوے۔ پھر وہ دونوں شہادت سے رجوع کریں۔ تو ان کے رجوع کرنے سے نکاح فسخ نہ کیا جائیگا۔ اور ان دونوں پر کوئی ضمان نہ ہو گی۔ الخ معترض صاحب سے پہلے بھی یہی اعتراض امام طحاوی صاحب نے بلفظ لبعض الناس کہہ کر امام صاحب پر کیا تھا اور اسکا جواب فی دفع الوسواس سے لے کر زیر زمین سکوت کا سبق ملائکہ سے پڑھ کر خواب استراحت میں سو گئے۔ اگر شک ہو تو صحیح بخاری کتاب الحیل باب فی النکاح میں مطالعہ کریں۔ اور لبعض الناس فی دفع الوسواس صفحہ ۲۱ کو غور سے دیکھ کر راہ راست پر

نوٹ :- اعتراض یوں ہونا چاہیئے تھا کہ مرد نے ایک عورت پر یوں دعویٰ کیا کہ فلاں عورت نے میرے ساتھ نکاح کیا ہوا ہے اور اس پر دو شاہد جھوٹے قاضی کے پیش کر دئے الخ ؛

آجاویں اور بخاری[1] کے بخار سے نجات پائیں۔ معترض صاحب آپکو معلوم ہوگا کہ نزدیک علمائے احناف عقود و فسوخ میں حکم قاضی کا ظاہراً و باطناً نافذ ہوا کرتا ہے جسکی دلیل امام طحاوی معانی الآثار جلد دوم کتاب القضاء در حق نہی عجلان الابیوی اسکی کے فیصلہ کر دیا تھا۔ اور چنداں اس عبارت کے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس مسئلہ کو مولوی نور بخش صاحب نے اپنی تصنیف میں اقوال الصحیحہ میں بصیغہ لبسیط ذکر کر دیا ہے۔ لیکن بطور مشتے نمونہ از خروارے اسجگہ بھی چند الفاظ درج کئے دیتا ہوں۔ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ الْمَبْنِيَّه علىٰ شئ أخر وهو ان قضاء القاضى بالعقود والفسوخ كالنكاح والطلاق والعتاق لشهادة الزور ينفذ ظاهرا وباطنا عند الامام واحتج فى ذلك كما قال شمس الائمة فى المبسوط بما روى ان رجلا ادعى على امرأة نكاحا بين يدى على رضى الله تعالىٰ عنه واقام شاهدين فقضى على بالنكاح بينهما فقالت المرأة لم يكن بد يا امير المومنين فزوجنى منه فانه لا نكاح بيننا فقال على رضى الله تعالىٰ عنه شاهداك زوجاك فقد طلبت منه الخ

یعنی یہ مسئلہ ایک قاعدہ پر مبنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قاضی کا حکم عقود و فسوخ میں مثل نکاح و طلاق و عتاق کے جھوٹی شہادت سے امام صاحب کے نزدیک ظاہر و باطن میں نافذ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ شمس الائمہ نے مبسوط میں فرمایا ہے اور اسی روایت سے حجت پکڑی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور دو شاہد قائم کئے پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کے درمیان نکاح کے ثبوت کا حکم دیا۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر کوئی اور چارہ نہ ہو تو اس سے میرا نکاح کر دیں کیونکہ ہمارے درمیان نکاح نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا۔ پس عورت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ اس زناہ سے بچاویں بدینطور کہ ان دونوں میں عقد نکاح کر دیں۔ مگر آپنے وہ درخواست منظور نہ فرمائی پس اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے۔ یا عورت نکاح یا تین طلاق کا جھوٹا دعویٰ کر دے۔ اور وہ گواہ پیش قاضی قائم کر دے اور قاضی نکاح و طلاق کا حکم کر دے تو یہ حکم اسکا ظاہر و باطن ان دونوں کے حق میں بعد ثبوت گواہاں نافذ ہوگا۔ اور اسی طرح ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اور اگر معترض نے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی دیکھنی ہو تو اقوال الصحیحہ فی جواب جرح علی ابی حنیفہ صفحہ ۲۹ در رسالہ لبعض الناس فی دفع الوسواس کو مطالعہ کرے:۔

نوٹ:۔ اگر میاں عمر الدین اسکے بعد اور کوئی اعتراض کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسکا جواب با صواب دوسری

---

[1] بخاری علیہ الرحمتہ کے اس بخار غضبی سے نجات پائیں ۲:۔